What Is Truth?

byGordon H. Clark

کیوں کہ اگر ہم جسم میں چلتے ہیں تو ہم جسم کے طور پر لڑتے بھی ہیں۔ اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں۔ بلکہ ہم خدا کی طرف سے قادر ہیں کہ قلعوں کو ڈھادیں۔ ہم تصوروں کو ڈھادیتے ہیں۔ بلکہ اِک بھلائی کو جو خدا کی پہچان ہیں۔ اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے قادر ہیں۔ تو ہم ہر ایک دشمن کو قید کر کے مسیح کے تابع بنادیتے ہیں۔ ہم تیار ہیں کہ جب آپ کی فرمانبرداری پوری ہو تو ہم ہر طرح کی فرمانبرداری کا بدلہ لیں۔

نمبر 3۔حق تصنیف 20003جان ڈبلیو رونز پوسٹ آفس بکس نمبر 68یونیکوئی

ٹینسی 37692۔جنوری فروری 1983

ای میل:tjtriniyfound@oal.com

ویب سائٹ:www.trinityfoundation.com

ٹیلی فون:4237430199۔فیکس۔4237432005

سچائی کیا ہے؟

منجانب گورڈن ایچ۔کلارک

ایڈیٹر نوٹ:"سچائی کیا ہے؟" کو پہلی دفعہ 1980 میں کانونٹ تھیالوجیکل سیمنری جنرل پریسبٹرین سے شائع کیا گیا۔ اسے پہلے دوسرے (1987) میں دی ٹرینٹی فاؤنڈیشن کی جانب سے شائع کیا گیا اور بعد میں گارڈ ہیمر کے ایڈیشنز میں: بائبل اور اس کے نقاد:

مئی 1980 کے ریفارمڈ جنرل (27 ایف ایف صفحات) کارل ایف۔ایچ ہنری کے خدا، مکاشفہ اور اختیار کے لیے جیمس ڈینس کی نظر ثانی کو آگے لیجاتا ہے۔ اس کی ہنری کے نظریات کی تردید کئی موثر مضامین کے گرد دائرہ لگاتی ہے، جو کہ گارڈن ایچ کلارک کی جانب سے بیان کردہ ہیں، اور جسے ہنری کی جانب سے اختیار کیا گیا۔ نظر ثانی میں ایک یا دو مرتبہ اوپری سطح پر آنے، لیکن سارے کو ماتحت کرنا، اُس جھگڑے کو پیدا کرتا ہے جو غلطیوں سے پاک بائبل کے دفاع کے لیے ہنری کلارک اور ڈین فُلر کے دعوؤں کے مابین تھا کہ جو بائبل سکھاتی ہے وہ بعض اوقات غلط ہوتا ہے۔ جب تک کہ اس جھگڑے کو واضح طور پر سمجھانہ کیا، ڈین کی نظر ثانی کا آسانی کے ساتھ غلط معنی نکالا جائے گا۔

اس نظر ثانی کے عنوان کا اچھی طرح انتخاب کیا گیا ہے: "سچ کیا ہے؟" اس معاملے پر اُٹھائے گئے سوال کو دیگر تین الفاظ اچھی طرح بیان نہیں کر سکتے۔ ہنری اور کلارک واضح طور پر یہ کہتے ہیں جو اُن کا سچائی کے لیے مقصد تھا، یا کم از وہ سچائی کی قسم کی حد بندی کرتے ہیں۔ وہ ڈین واضح طور پر اُن کے نظریہ کو رد کرتا ہے۔ اس رد جواب کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ڈین، جبکہ وہ انتہا پسندانہ طور پر سچ کی فرق قسم کا دفاع کرنے کا ارادہ کرتا ہے، وہ کہیں بھی سچ کی اُس قسم کو بیان نہیں کرتا

جس کا وہ دفاع کرتا ہے، نہ ہی وہ خطوط (اِپسٹامولوجی) کی حمایت کرتے ہوئے نشاندہی کرتا ہے۔

خطوط (اِپسٹامولوجی)

ڈین کا ہنری پر حملہ بہت ہی معقول طور پر شروع ہوتا ہے: ''الٰہیات میں جیسے کہ کسی بھی سائنس میں، جسے اچھی طرح جانا جاتا ہے وہ اُن اصطلاحات کو بیان کرتا ہے جس کے وسیلے اسے جانا جاسکتا ہو''۔ اگر چہ یہ اچھا تھا، کانٹ نے اس سے انکار کیا۔ لیکن آئیں قیاس کرتے ہیں کہ یہ محض مشکوک ہے، یا کم ازکم نا مکمل۔ علمِ طبعیات (کیونکہ ڈین سائنس کا ذکر کرتا ہے) نے اکثر یہ خیال کیا کہ وہ اُس چیز کو جانتے تھے، جب اُن کے جاننے کا یہ طریقہ کار، وہ حد بندیاں جن کی اُنہوں نے پہچان نہ کی، اس نے اُنہیں سراسر فرق چیز دی۔ ایسی پیچیدگی کی وجہ سے، اور یہاں تک کہ سادگی کی وجہ سے، ڈین کی ہنیری کے طریقہ کار کے لیے اس اصول کی مصروفیت وزن نہیں رکھتی۔ ڈین نے قیاس کیا اسی لیے، ہنری اِپسٹالوجی کے ساتھ آغاز کرنے کی بجائے، اُسے اپنی الٰہیات کو پہلے اور اپنی اِپسٹامولوجی کو بعد میں لکھنا چاہیے تھا۔ اِس کے برعکس، کسی بھی موضوع میں علمِ طب یا الٰہیات، ناصرف وضاحت کیا جانے والا پہلا طریقہ کار تھا، بلکہ ایسا کرنا بہتر بھی ہے۔ قیاس کیجیے کہ ایک ماہرِ طب کہتا ہے کہ نفضا ثم دار ہے، یا ایک ماہرِ نباتات کہتا ہے کہ اوکٹولیہ کیٹس کا پودہ نہیں ہے۔ ایک جانچ کرنے والا طالبِ علم پوچھے گا کہ، آپ کیسے جانتے ہیں؟ طالبِ علم یا تنقید کرنے والا ساتھی یہ جاننے کی خواہش کرے گا کہ آیا کہ طریقہ کار جسے استعمال کیا گیا کیا یہ ممکنہ طور پر نتیجے پر پہنچ سکتا ہے۔ ماہرِ طب ایسا کہتے ہیں کہ روشنی خلائی لہروں پر مشتعمل ہے۔ آج اس پر اتفاق کیا جاتا ہے کہ طریقہ کار جو استعمال ہوئے عیب دار تھے، اور وہ روشنی کچھ اور تھی (وہ سراسر نہیں جانتے تھے)۔ تاہم اگر نباتات یا الٰہیات کو پہلے لکھا جاتا تو اسے مفکر سے قبول نہیں کیا جاسکتا تھا جب تک کہ اُس فیصلہ کن سوال کا جواب نہ دیا جاتا: آپ کیسے جانتے ہیں؟ با اصول برتاو میں، طریقہ کار لازما پہلے آتا ہے۔ یہ پوچھنے کی بجائے کہ، کیکٹس کیا ہے؟ یا روشنی کیا ہے؟ کوئی یہ پوچھتا ہے کہ خدا کیا ہے؟ کوئی کیسے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھ سکتا ہے؟ کیا ہم قرآن یا وید سے صلاح لیتے ہیں؟ کیا ہم ستاروں کا مطالعہ کرتے ہیں؟ کیا اس سوال نامے کو کالج کے ہزاروں پروفیسروں کے پاس بھیجتے ہیں؟ کسے آنے والے جواب سے پہلے طریقہ کار کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

ہنری کے طریقہ کار کو بائبل سے مشاورت کرنا تھی اور اس سے اُسے حاصل کرنا تھا کہ خدا روح، لافانی، ابدی، ناقابلِ تبدیل ہے۔ ہم خدا کے ساتھ آغاز نہیں کر سکتے، ہمیں بائبل کے ساتھ شروع کرنا ہے۔ پہلے ایسا کیوں نہیں کہنا اور پھر اُس الٰہیات کی طرف بڑھنا جو بائبل سکھاتی ہے۔

اِس مقام پر ڈین کی پریشانی ناقابلِ قیاس ہے۔ اُس کے مفہوم کی تمہید یہ ہے کہ، ''اگر خدا کو سمجھنا ہے تو ہمیں اپنے آپ کو اُن اصطلاحات کے ماتحت کرنا ہے جس سے اُسے جانا جاسکتا ہو''۔ پڑھنے والا اِس تمہید پر پس و پیش کرتا ہے اس سے پہلے کہ وہ نتیجے پر پہنچے۔

کیسے کوئی ایک اس کے ماتحت کھڑا رہ سکتا یا خوشی سے ان اصطلاحات کے ماتحت ہو سکتا ہے یہ جانے بغیر کہ یہ اصطلاحات کیا ہیں؟ ڈین مکمل طور پر ان اصطلاحات کی دریافت کے مسلے کو نظر انداز کرتا ہے۔ اِس غیر مہذب الفاظ پر زور دینے کے استعمال کے لیے، ان موثر اصطلاحات کے ماتحت کھڑے ہونے کا فیصلہ کرنا بجائے اِس کہ اس سے مسائل کھڑے ہوں کہ اصطلاحات کا انتخاب کیسے کرنا ہے۔ جیسے ڈین بہت زیادہ اصرار کرتا ہے، ''کہ یہاں طریقہ کار سے ٹال مٹول کرنا نہیں ہے''، جسے ڈین ہنیری کی بجائے رکھتا تھا'' جسے اُس نے اس مانگ کے ساتھ جوڑا، اُس نے ہمیں محض وہ نہیں دیا جو میری عدالت میں تھا (کسی کا اقرار نہ کیا) اُس بشارتی الٰہیات کا اور اپالوجسٹک کا۔'' اِس نقطے کو مزید واضح طور پر بیان کرنے کے لیے، ڈین اُس تمہید میں الجھاؤ پیدا کرتا ہے، جو اپنے نتیجے کی سچائی سے ہمیں قائل نہیں کر سکتا۔

نظریات اور اقوال (دعوے)

بہر حال، ڈین اور ہنری کلارک کے نظریہ کے مابین بنیادی اور یقینی نا اتفاقی سچائی کی فطرت یا قسم کی ہے۔ حوالہ دینے کے لیے (صفحہ 27، کالم 3 نیچے): ''ہنری کے لیے گورڈن کلارک کے طور پر سچ کی فطرت ایک نظریہ ہے۔'' یہاں جملہ معترضہ کی وضاحت (صفائی) ضروری ہے۔

اصطلاح خیال (نظریہ) بہت مبہم اور افلاطونی سمجھ میں غلط ہے۔ ڈیوے کلارک کے لیے تھیلو میں ہنری کے نظریہ کے خلاف دلیل پیش کی گئی، اور افلاطون کے خلاف الجھاو ہے، اِس حقیقت کا انحصار تصورات یا نظریات پر ہے ۔ ڈین بلاشبہ درست ہے کہ یہ طریقہ کار کا نال مَول نہیں ہے۔ یہ کوئی بہانہ یا گزیر کرنا نہیں ہے۔ اس کے باوجود، یہ ایک طریقہ کار ہے، اور یہ افلاطون اور ہیجل کو اگسٹین اور دوسروں سے امتیاز کرتا ہے جن کا انحصار اقوال یا سچائیوں پر کرتے ہیں۔ پرتھسس کو مزید جاننے کے لیے، آئیں اب پچھلے پیراگراف کی طرف لوٹتے ہیں۔

ہنری کے لیے جیسا کہ گورڈن کلارک کے طور پر تھا کہ سچائی کی فطرت ایک طرح کا خیال ہے۔ بائبل کی سچائی وہ ہے جو خدا سوچتا ہے۔۔۔ یہ الٰہی ذہن کے مواد کا عملی تصور۔۔۔ یسوع ناصری میں مجسم ہوا۔ ہنری کے لیے اس کا مطلب یہ ہے کہ یسوع نے سچائی کو ظاہر، یا آشکارہ کیا، لیکن یہ کہ وہ خود سچائی نہیں ہے۔

مان لینے کے طور پر یہ ہنری کے مقام کا سچا بیان نہیں ہے، اور یہ یقیناً کلارک کے معاملے میں جھوٹا ہے۔ اس موجودہ مضمون کے پچھلے چند پیراگرافس اس کی مزید تفصیل کے ساتھ وضاحت کریں گے کہ کیوں یہ جھوٹ ہے۔ اور اگر، اِس کے علاوہ، ڈین کے بیان کا مفہوم کے نتیجہ کے طور پر ارادہ کیا گیا ہو تو یہ مفہوم غیر موزوں ہے۔

ڈین کا اگلا فقرہ بھی جھوٹا ہے، جب تک کہ یہ ادراک سے بالاتر مشکوک ہے۔ فقرہ یہ ہے کہ، ''یہ حقیقت کہ کلام مجسم ہوا اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ خود سچائی کا بنیادی عنصر ہے۔'' ابھی تک ہنری اور کلارک بائبل کو بے خطا سچائی کے طور پر قبول کرتے ہیں، اور بائبل کہتی ہے، ''کلام مجسم ہوا، ہم دونوں بنیادی 'جز'' کے طور پر اس بیان کو قبول کرتے ہیں۔ یہ کہ، خاص اور بنیادی سچائی کے طور پر یہ سچائی کے کامل نظام میں ہے۔

اِس تنازعہ کا نقطہ سچائی کی فطرت ہے۔ اگرچہ ڈین درست طور پر حوالہ دیتا ہے، وہ ہنری اور کلارک کے الفاظ کے الجھاؤ کو سمجھتے ہوئے دکھائی نہیں دیتا۔ 28 صفحہ پر کالم نمبر ایک کے اوپر ڈین لکھتا ہے، ''کہ ہنری گورڈن کلارک کے ساتھ متفق ہوتا ہے کہ محض اقوال ہی جاننے کی چیز ہیں۔ صرف اقوال ہی سچائی کی قابلیت کو رکھتے ہیں، 'وہ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ، 'مکاشفہ کا معنی خیز نظریہ ناقِل غیر تحریری مکاشفہ ہے' (430)۔ وہ اس تصدیق کے ساتھ حوالہ دیتا ہے جو کلارک کہتا ہے: 'لفظ سچائی کو صرف استعاراتی طور پر یا غلط طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے جب اسے کسی قول کی بجائے کسی دوسری چیز پر لاگو کیا جاتا ہے۔''

تھیلو میں ڈیوے (455 کلارک کے لیے، تکنیکی تفصیل کے کچھ صفحات بعد، وہ سُرخی ''اقوال اور تصورات'' پر پہنچتا ہے۔ لیکن اس کی سادہ ترین وجہ یہ ہے کہ کیوں سچائی تجویز کردہ ہے یہ ہے کہ نام جسے بذاتِ خود لیا جا سکتا ہے جو خواہ درست ہو یا غلط۔ فرض کیجیے کوئی ایک کہتا ہے، اور وہ ایسا بغیر کسی کامل سیاق و اسباق کے کہتا ہے، ''دو''، یا ''بلی'' یا ''ستارہ''۔ کوئی نہیں سمجھ سکتا، نہ ہی سچائی اور نہ ہی جھوٹ کو جو بولا جا چکا ہے۔ لیکن صرف اُسی وقت جب وثوق کے ساتھ اسے فاعل کے ساتھ جوڑا جاتا ہے تب اس کے سچ یا جھوٹ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ''دو جفت عدد ہے'' یہ سچ ہے، ''دو طاق عدد ہے'' یہ جھوٹ ہے: لیکن بالکل واضح ''دو'' ادراک سے بالاتر ہے۔ اسی لیے، کلارک اصرار کرتا ہے کہ جب ایک ماہر نباتات کہتا ہے کہ، ''کیلکس کے درحقیقت (سچ) پتے نہیں ہیں'' وہ لفظ درحقیقت کو استعاراتی سمجھ میں استعمال کرتا ہے، کیلکس کے ابھرے ہوئے حصے کے فرق کو دیکھتے ہوئے جو ایک کسی طرح او کٹولا یا پھول کی جھاڑی کے پتوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ استعارے کا کیا مطلب ہے، ایک اچھا ماہر نباتات لغوی طور پر ارادہ کردہ اقوال کی وضاحت کر سکتا ہے۔

یہ کہ کسی کو اس لفظ سچائی کے استعاراتی استعمال پر خفگی کو پانا چاہیے جو بانسبت عجیب کے ہے کیونکہ دونوں بائبل اور ہماری عام روزمرہ کی زبان بکثرت استعارات (رموز) کی حامل ہے۔ اب جب ڈین اگلا فقرہ کہتا ہے، ''یسوع پھر کیا دعویٰ کرتا ہے، ''حق (سچ) میں ہوں۔'' وہ یہ مطلب حاصل کرتے ہوئے دکھائی دیتا ہے کہ یہ ممکنہ طور پر استعارہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن کیا یسوع کا یہ فقرہ ''راہ میں ہوں'' اس کا حامل نہیں ہے؟ یقیناً راہ ایک استعارہ ہے، کیونکہ یسوع کوئی خاک آلودہ رستہ (سڑک) نہیں تھا جس پر پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ اگر پھر، راہ استعاراتی ہے تو کیوں یہ ناممکن ہے کہ سچ (حق) بھی ایسا ہی ہے؟ اب

,بیش بینی کرنے کے طریقہ کار سے، اس نمونے میں سچائی اِس سمجھ میں لغوی ہو سکتی ہے جس کے ساتھ ڈین نظر ثانی کر چکا ہے۔
اِس سمجھ کو بڑھانے اور ترقی دینے کے لیے اور ڈین کے فقرات کا کلام کے ساتھ موازنہ کرنے کے لیے، پہلے اس پر غور کیجیے جو وہ کہتا ہے: "(بائبل) اقوال کی سچائی یہ نہیں کہ جو کہ قول جو کہتا ہے، کہ قیامت اور زندگی۔۔۔اس کے نا جاننے کا علم ایک طرف تو اس کا انکار کرنا ہے کہ یسوع برحق (سچائی) ہے، اور دوسری جانب زبان کے لیے، غیر تحریری اقوال کے لیے، خیال کرنے کے لیے جسے لکھا جا سکتا ہے سچائی کو کم کیا جاتا ہے۔" یہاں ڈین دونوں کلام سعت زوال کی تردید میں با اصول الجھاو کو پاتا ہے۔ کلام کہتا ہے: "کلام جو میں تُجھ سے کرتا ہوں وہ روح ہیں اور وہ زندگی ہیں" (یوحنا 6:63)۔ یہ آیت سب سے زیادہ نتیجہ خیز ہے کیونکہ یوحنا یا یسوع کے الفاظ رحمتہ ہیں، لوگوز نہیں۔ بعد ازاں اسے کسی استعاراتی سمجھ میں تشریح کیا جا سکتا تھا، جیسے کہ یہ فیلو یا ہراکلیٹس میں پایا گیا ہے، جہاں رحمتہ الفاظ کے مزید لغوی ربط کو جاری رکھتے ہیں، جس کی مثال دو، بلی یا ستارے سے دی گئی، یہ کہ، جیسے ہوا یا کاغذ پر سیاہی کی دوات میں آوازیں۔ یسوع کا درحقیقت مطلب کاغذ پر سیاہی کے نشان لگانا نہیں تھا، لیکن اس ڈین کا نمونہ جو فراخدلی پر ہے یہ رحمتہ کی طرف سے بہت اُلجھن پیدا کرنے والا ہے جسے کہ لوگوز کی بانسبت ہونا تھا۔ ظاہری طور پر، ہنری اور کلارک زبان کے لیے سچائی "کم" نہیں کرتے، خاص کر ہوا میں اور کاغذ پر سیاہی کی آوازوں سے۔
(کلارک کے حوالے کو زبان اور الٰہیات میں ابراہام کھیپر سے دیکھیے)۔ اس سے پہلے کہ سچائیاں یا خیالات کو "لکھا" جا سکتا، یہ کہ، کاغذ پر نشان مقرر کیا جاتا نظریات کو یقیناً خیال ہونا تھا۔ مختلف لغوی الفاظ اسی خیال کو بیان کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، "ڈس میڈ چیسن"، "لا جینو فلسٹ بیلی"، اور "لڑکی خوبصورت ہے"، یہ مختلف الفاظ کے ساتھ تین مختلف فقرات ہیں، لیکن یہ ایک جیسے، واحد، اور شناختی قول کے ساتھ ہیں۔ ڈین کی دلیل کی بنیاد نظریات اور اُن کے علامتی مددگار کے درمیان فرق کے لیے لاپرواہی کی بنیاد پر ہوتے ہوئے دکھائی دیتی ہے۔

بائبل

ہنری کلارک کی اس غلط سمجھ کی حالت کے ساتھ ڈین کہہ سکتا ہے،
ہنری کا نظریہ۔۔۔بلند و برتر، حتمی، خدا کے کلام کی شخصی صورت، جیسے کہ یسوع مسیح کو اُس درجے تک کم کرتا ہے جیسے کہ بائبل ہے۔ جیسے کہ بائبل حقیقت کی گواہ نہیں ہے کہ یسوع انسان کے لیے خدا کے کلام کی حتمی اور آخری صورت ہے، لیکن یہ از خود ایک بنیادی صورت ہے اور خدا کے کلام کی سچی فطرت ہے۔ بائبل کا ایسا نظریہ اصرار کا ذریعہ ہے کہ اصل بائبل یقیناً سراسر باطنی ہے۔ اگر بائبل تجویز کے طور پر یسوع کی نسبت سچائی کی عظیم شکل ہے، تو پھر یسوع کی بے گناہی بائبل کی بے خطا ہونے سے کم اہم ہے (28)۔
یہ اہم پیراگراف چار مشاہدات کو آشکارہ کرتا ہے۔ پہلا، ڈین کی دلیل کا انحصار بائبل کے بے خطا ہونے سے انکار کے ساتھ شروع کرتے ہوئے دیکھائی دیتا ہے۔ دوسرے، یہ ایک یا دو بدقسمت الجھنوں کا حامل ہے۔ تیسرے، اس مفہوم میں سے ایک منطقی فریب کاری ہے۔ چوتھے، ڈین کہیں بھی سچائی کی نام نہاد شخصی قسم کی وضاحت نہیں کرتا، جس سے وہ ہنری کلارک کے نظریہ کی مخالفت کرتا ہے۔
پہلے، 1924 کے ابرن افرمشن کی مانند، فُلر سیمری کے پروفیسرز جیک روجر اور ڈیوڈ ہبرڈ۔ ورلڈ ویژن پال ریس اور بیتھل سیمری کے میکلسن کے تعاون کے ساتھ اُنھوں نے اپنی کتاب بائبل کے اختیار، اور کلام میں ویسلے سیمری کے ڈیوے بیگلے نے، روایت، اور بے خطا ہونے، اور جیک روجر نے دوبارہ کارک ہنری کی تنقید میں اس کی تصدیق کی، اور اب فُلر سیمری کے جیمس ڈین، بائبل کی سچائی پر پوری طاقت سے حملہ کر چکا ہے۔ یہ موجودہ باہمی کوشش، بائبل کے اختیار کے لیے بہت سے شراکت کرنے والوں کے لیے یقیناً تعاون کرنا تھا، یہاں تک کہ اگر بیگلے اور ڈین نے آزادانہ طور پر عمل کیا ہوتا، تو یہ تعاون قابلِ غور ہوتا کیونکہ ابرن افرمشن تک کچھ بھی رونما نہیں ہوا تھا۔ اُن دنوں میں جے۔ گریشم مچن نے کچھ کو کلام، کنواری سے پیدائش، معجزات، کفارہ، اور قیامت کے دفاع میں اپنے ساتھ حمایت کرتے ہوئے پایا۔ آج، بائبل کی ان سچائیوں کے دفاع میں، یہاں بشارتی الٰہیاتی سوسائٹی

کے تقریباً ہزار اراکین کھڑے ہیں، وہ کمیٹی جس نے حال ہی میں تشکیل پایا ہے جس میں فلاڈلفیہ کے جیمس بولیس نمایاں ہیں، اور اس کے علاوہ دوسرے چند انفرادی مصنفین جیسے کہ کارل ہنری اور ہیرلڈ لینڈسل۔ ڈین کے ''سچائی کیا ہے؟'' کے مضمون کا تجزیہ کرتے ہوئے، کوئی ایک یقیناً اس نظریہ میں اس بڑے منظر کو رکھے گا۔ دوسرے، یہاں کچھ صراحت کی کمی ہے جب ڈین سچائی کی مختلف اقسام اور درجات کی بات کرتا ہے۔ صفحہ نمبر 28 پر کم از کم پانچ مرتبہ وہ اصطلاح ''قسم'' کو استعمال کرتا ہے۔ یہ پانچ نمونے اُن کے آپسی جوڑ میں خفیف سا فرق رکھتے ہیں، لیکن دو جملوں میں، ''سچائی کی بڑی قسم''، اور ایک میں ''سچائی کی کم تر قسم'' ہے۔ جبکہ تجویز کردہ سچائی موضوع کے جوڑ، وثوق کی قسم ہے، جسے ڈین کم تر قسم قیاس کرتا ہے، اُس کی بلند یا بڑی قسم یقیناً موضوعات، جوڑ اور وثوق سے خالی ہے۔ سچائی کے ساتھ مشکل یہ ہے جب موضوع نیچے دئے گئے پانچویں نقطے میں بڑا سوچ بچار بنتا ہے۔ اگر ڈین نے بڑی اور کم تر قسم کی بجائے، بلند سچائی اور کم تر سچائی کہا تھا، اور اگر ان فقرات سے اُس کا یہ مطلب تھا کہ ایک سچائی منطقی طور پر دوسری سچائی کے ماتحت ہو سکتی ہے،

اور اکیولڈ کا دسواں اصول اُس کے پانچویں اور اُس کے جامع کلمے کے ماتحت ہے، یہاں کوئی الجھن نہیں پائی جائے گی۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ماتحت کا ایک اصول دوسرے سے کتنا مختلف ہے، وہ نا صرف ایک جیسی شکل کو رکھ سکتے ہیں، بلکہ وہ دونوں مساوی طور پر سچ بھی ہو سکتے ہیں۔ تاہم جب ڈین ہیری کے اس مفہوم کی طرف اشارہ کرنے پر الزام لگاتا ہے کہ ''بائبل تجویز کردہ کے طور پر یسوع سے بڑھ کر بلند و بالا سچائی کی شکل یا قسم ہے''، پڑھنے والا اس پریشانی میں الجھ جاتا ہے، کیونکہ ڈین نے کبھی وضاحت نہیں کہ یہ عجیب قسم کیا ہے۔ اس الجھاؤ کے تیسرے مقام میں، غیر متوقع طور پر نہیں، یہ ڈین کی گمراہ کن مفہوم کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اگر بائبل سچائی کی بڑی قسم ہے، جیسے وہ موثر طور پر کہتا ہے، تو پھر یسوع کی بے گناہی غلطیوں سے پاک ہونے کی نسبت کم اہمیت والی ہے۔ کیسے ڈین اپنی اس تمہید سے اپنے نتیجے کو حاصل کرتا ہے جس کی کسی طرح کوئی گواہی نہیں ہے۔ نا ہی اُس کے لفظ ''اہم'' کا کوئی معنی ہے۔ چاہے بیان بہت اہم ہے اُس دوسرے کی نسبت جس کا انحصار اس کی خاص استدعا پر ہے۔ انجنیر نگ کا اصول انجنیئر نگ کے مسلے کے لیے عضوی کیمسٹری کے اصول کی نسبت زیادہ اہمیت کا حامل ہے، لیکن یہ بعد میں کینسر کی تحقیق کے لیے زیادہ اہم ہو سکتا ہے۔ کسی بھی معاملے میں بصرف طریقہ کار جس سے ہم سیکھ سکتے ہیں کہ یسوع بے گناہ تھا یہ بائبل کے الہام (مکاشفے) کا طریقہ کار ہے۔ نا ہی جوزفس، نہ ٹیکٹس، نہ کوئی ''ذاتی سچائی'' ہمیں بتاتی ہے کہ یسوع بے گناہ تھا۔ اور اگر بائبل یہاں وہاں غلطیوں کی حامل ہے، اُن کی مانند جو اس کے غلطیوں سے پاک ہونے سے انکار کرتے ہیں، ہم بائبل کے یسوع کے بے گناہ ہونے کے دعوے کا بھروسہ نہیں کر سکتے، کیونکہ یہ اس کی غلطیوں میں سے کچھ ہو سکتا ہے۔ اگر وہ جو غلطیوں سے پاک ہونے کو رد کرتے ہوئے دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ بات غلط نہیں ہیں، تو ہم پوچھتے ہیں کہ ، آپ یہ کیسے جانتے ہیں؟ کس ایسٹالوجیکل جانچ کے اصول کے تحت آپ بائبل کی سچائیوں اور بائبل کی غلطیوں کے درمیان فرق کرتے ہیں؟ کیونکہ اگر بائبل غلط دعوے کرتی ہے، تو یہاں آزاد جانچ کا اصول ہونا چاہیے اور بائبل کے لیے اعلیٰ اصول جس سے اُس کے دعووں کا انصاف کیا جا سکے۔ ہم اپنے مخالفین کو اُن کے ایسٹالوکیکل جانچ کے اصول کے لیے چیلنج کرتے ہیں۔ جب تک پہلے ہم اُن کے طریقہ کار کو جان نہیں لیتے، ہم اُن کی الٰہیات کو قبول نہیں کر سکتے۔

ہمارے چار نقاط نے مندرجہ بالا کو بہت قریبی تعلق رکھنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دوسرے اور تیسرے نقاط، الجھاو اور گمراہی، ان کو اکٹھا صفحہ نمبر 28، کالم نمبر دو میں نمونے کے طور پر دیا گیا ہے: ''یہ تسخیر اُس الٰہیاتی طریقہ کار کا نتیجہ ہے جو پہلے خدا کے لیے ہمارے عمل کی فطرت کا فیصلہ کرتا ہے اور پھر فیصلہ کرتا ہے کہ خدا کو ایسی فطرت رکھنی چاہیے جس سے ہم اُس جان سکیں۔'' یہاں یہ نظریہ، الجھاؤ والا ہے اور غیر موزوں مفہوم اصطلاح ''تسخیر یا تخفیف'' میں جم گیا ہے۔ جو ایسی دکھائی دیتا ہے کہ کلارک ہنری کا طریقہ کار پہلے احاطہ کیے جانے کا تقاضا کرتا ہے جو کسی بھی الہام سے الگ ہو، جاننے کی فطرت اور پھر، دوبارہ الہام سے الگ، نتیجہ نکالنے کے لیے کہ خدا کی فطرت کی اس سے تصدیق کی گئی ہے۔ بالکل نہیں، حقیقت سراسر مختلف ہے۔ کلارک کے خلاف بکثرت تنقیدوں میں سے ایک، یہاں تک کہ اُن سے جو مفہوم کو قبول کرتے ہیں، یہ ہے کہ وہ جاننے کی آزادی سے روکتا ہے اس کو محدود کرتے

ہوئے کہ "جو کچھ صراحت کے ساتھ کلام میں لکھا گیا ہے، یا اچھے اور ضروری نتیجے کو ہوسکتا ہے کلام سے حاصل کیا گیا ہو۔" (ویسٹ منسٹر کنفیشن، 1) کیا ڈین ان نمایاں مضامین پر غور کرنے میں ناکام تھا؟ کسی بھی قیمت پر، جب ایک شخص بائبل کو پڑھنا شروع کرتا ہے، وہ پاتا ہے کہ کہ اس کا انحصار بہت سے اقوال پر ہے، دعوے (اقوال) جو ستاروں کے بارے، ابراہام کے بارے، لاوی قانون، کنعان کی فتح کے بارے میں ہیں۔ بہر حال، وہ خدا اور انسان کے بارے کچھ سیکھے بغیر زیادہ دور نہیں جا سکتا۔ وہ سیکھتا ہے کہ خدا ایک عاقل روح ہے، خدا سچائی ہے، جس میں حکمت اور علم کے خزانے ہیں۔ وہ سیکھتا ہے کہ انسان، جانوروں کے مقابلے میں، عاقل مخلوق ہے، انسان جس نے گناہ کیا، اور یہ کہ خدا کفارے کا طریقہ کار مہیا کر چکا ہے۔

لیکن اہم موضوع کی جانب لوٹتے ہیں: کہ جو ایک شخص پہلے بائبل میں سے سیکھتا ہے اور جو وہ دوسری اور تیسری بار سیکھتا ہے وہ ایک انسان سے دوسرے انسان تک چلتا جاتا ہے۔ ایک شخص پیدائش سے آغاز کرتا ہے، دوسرا متی سے شروع کرتا ہے۔ اسی طرح، ایک انسان خدا کے بارے بہت سے دعوؤں کو سیکھتا ہے اُس طریقہ کار پر عکس ڈالے بغیر جس سے اُس نے اُنہیں سیکھا تھا۔ موسیقار اور رنگ ساز عموماً آرٹ کے اچھے کاموں کو پیدا کرتے اور وہ ایسا مواد (تھیوری) کو سمجھنے سے پہلے کرتے ہیں۔ ایسے ہی خدا کے علم کی دُنیاوی نفسیات جاننے کے طریقہ کار کی پیش روی کرتی ہے۔ لیکن اس عمل کی وضاحت کرنے کے لیے دلائل سے ثابت کرنے والا اس طریقہ کار کے ساتھ شروع کرے گا۔ کچھ دیر کے لیے ایک غیر متفکر پڑھنے والا ہوسکتا ہے جو اس طریقہ کار سے آگاہ نہ ہو، وہ شاید اس کا ادراک نہ کرے کہ وہ کیسے کرتا ہے جو وہ کرتا ہے، وہ اس کے باوجود اس طریقہ کو استعمال کرتا ہے۔ اور کلارک اور ہیری کے لیے یہ طریقہ کلام والا ہے۔

فرض کیجیے ایک متفکر اور ذہین شخص متی کے ساتھ شروع کرتا ہے۔ وہ عموماً ایسے الفاظ میں سے گزرتا ہے جیسے کہ، ابراہام، حمل میں پڑنا، چودہ، اور مزید اس طرح۔ وہ پھر یہ ادراک کرے گا کہ ہر فقرہ، بلاشبہ ہر لفظ، جو بائبل میں ہے اُس کا انحصار تردید کے منطقی قانون کے اس کے قابلِ فہم ہونے پر ہے۔ اس قانون کے بغیر ہر لفظ ایک غیر فانی معنی رکھے گا: داود کا مطلب محض موسیٰ اور یہوداہ نہیں ہوتا تھا، اس کا مطلب، گوبن، پتھر، چھوٹا سا، اور ناپ رائٹر بھی ہوتا تھا۔ اور خدا کا مطلب ادلیبیہ ہوتا تھا۔ منطق سے ہٹ کر، اسم کا مطلب وہ ہوتا تھا جو اس کا مطلب نہیں ہے، اور اگر ایک لفظ کا مطلب سب کچھ ہے، اس کا مطلب کچھ نہیں ہے۔ کسی چیز کے مطلب کے لیے، ایک لفظ کا کچھ مطلب بھی نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تردید کے قانون کے بغیر کوئی معنی نہیں ہے۔ تاہم، علم حاصل کرنے میں جسے خدا جانتا ہے، خدا کی عاقل مخلوق، جتنا زیادہ وہ گناہ کے خالص اثرات کی غلط فہمیوں اور گمراہی سے بچ سکتے ہیں، وہ منطق کے قوانین استعمال کرتے ہیں۔ ڈاکٹر ڈین کو سوال کا جواب دینے کی کوشش کرنی چاہیے، منطق کے عاقلانہ قوانین کو استعمال کیے بغیر ہم کیسے جان سکتے ہیں کہ خدا جاننے کے قابل ہے، یا یہ وہ قادرِ مطلق ہے؟ اگر ہم نے (پہلے) منطق کے قوانین کا استعمال نہیں ہے، تو ہم کیسے خدا کے بارے کوئی چیز جان سکتے ہیں؟ اور پہلا غلط لفظ ہے، کیونکہ خدا کو جاننا اور منطق کو استعمال کرنا یکساں ایک جیسا عمل ہے۔ اب ہم نقطہ نمبر چار پر آتے ہیں جہاں ڈین کی ادراک سے بالاتر تنقید بہت واضح ہے۔ ڈین ڈگنی سچائی کے نظریہ کی قسم کو استعمال کرتا ہے۔ یہ اُس نام کا درست طور پر قرونِ وسطیٰ کا نظریہ نہیں ہے، بلکہ اسے کرکگارڈ، بیر، برنر، نیو آرتھوڈکس اور وجود رکھنے والوں سے اخذ کیا گیا ہے۔ لیکن ڈین ہمیں زیادہ نظریہ نہیں دیتا۔ وہ تجویز کردہ سچائی اور شخصی سچائی کے مابین بڑے فرق کا حق جتانے سے مطمئن ہے۔ دو نقاط ہونے چاہییں: پہلا، شخصی سچائی جو ادراک سے بالاتر ہے، اور دوسرا، ڈین اس کا واضح نظریہ رکھتے ہوئے دکھائی نہیں کہ شخص کون ہے۔

پہلے، ایک شخص آسانی کے ساتھ تجویز کردہ سچائی کی قسم کو بیان اور اُس کی وضاحت کر سکتا ہے۔ جیسا اوپر کہا گیا ہے، یہ کوپولا وثوق سے کہنے کے وسیلہ موضوع کے ساتھ جوڑنے پر منحصر ہے۔ واضح طور پر بیان کیے گئے طریقہ کار سے، ہم موزوں نتیجہ کی منطقی شکل میں تجویزوں کو ترتیب دے سکتے ہیں اور آسانی کے ساتھ اُن کا غیر مناسب نتیجہ کی منطقی شکل میں امتیاز کر سکتے ہیں۔ لیکن شخصی سچائی کی قسم کونسی ہے؟ کیاں یہاں عالمگیر اور مخصوص ہیں؟ کیا یہاں مناسب اور غیر مناسب مفہوم ہیں؟ مان لینے کے طور پر نہیں، کیونکہ کسی ایک نے بھی کبھی چوبیس موزوں شخصی منطقی اشکال کو نہیں نکالا نہ ہی 232 غیر موزوں کو۔ شخصی سچائی

کوئی چیز ،موضوعات ،وثوق یا ربط کونہیں رکھتی ۔پھر یہ کیا ہے؟ کیسے کوئی ایک شخص سچائی اور شخص فریب کار کے درمیان امتیاز کرتا ہے؟ جب برنر کے ساتھ کوئی یہ کہتا ہے کہ خدا اور نظریہ کائنات کا ذریعہ باہمی طور پر تجردپسندانہ ہے،تو کوئی ایک خدا کو مکمل طور پر سمجھ سے بالاتر بناتا ہے۔اگر ہم خدا کے بارے بات کرتے ہیں تو ہم خدا کے بارے بات نہیں کر رہے ہوتے ہیں، یہ وہ نہیں ہے جو بے خطا بائبل سکھاتی ہے۔

پھر، دوسرا، مندرجہ بالا کی نشاندہی نا تمام یا مکمل طور پر شخصیت کے تصور کی کمی ہے۔افلاطون کے لیے انسانی شخص ایک روح تھی جو خیالات کو جانتی تھی ۔نظریات کی دُنیا بذاتِ خود ایک زندہ ذہن تھا، جیسے اُس نے سوفسٹ میں وضاحت کی۔ارسطو کے مطابق ،جان (روح) عضوی بدن کی ایک قسم تھی ،اور اِس کی انفرادیت اِس کے ادراک سے بالاتر معاملے پر منحصر تھی۔لوک روح کو ایک مختصر خیال بناتا ہے،ایک روحانی نمونی ،یہ بھی دراک سے بالاتر ہے، جسے اُس نے کہا کہ ،یہ ''کوئی چیز جسے میں جانتا نہیں کہ کیا ہے''،ہیوم نے ''فہم اور یادگاری اشکال کے مجموعے کے لیے شخص کو''گھٹا'' دیا ،ایسا مجموعہ جو ،کانٹ کے مطابق ،جسے کبھی جمع کیا گیا ہو۔کیونکہ اِس کے لیے ،کانٹ نے اپنے ماروائے عقل کے اتحاد کو ادراک کا متبادل کیا ہے، جو سمجھ سے بالاتر ہے۔ ان میں سے ڈین کن کا حوالہ دیتا ہے؟یا کیا اُس کا فرق نظریہ تھا؟ میں خوفزدہ ہوں کہ یہ بھی ادراک سے بالاتر ہے۔

1 کرنتھیوں 16:2 میں پولس کہتا ہے،''ہم میں مسیح کی عقل ہے۔''لفظ عقل ذہن (سمجھ) ہے۔ہمارے لیے مسیح کے ذہن یا سمجھ کو رکھنا کیسے ممکن ہے، جب تک کہ اُس کی عقل سچائی ہے؟ہم مسیح کی عقل کو رکھتے ہیں جب تک کہ ہم اُس کے خیالات کو نہیں سوچتے۔بیشک ہم قادرِ مطلق نہیں ہیں، ہم اُس کے خیالات کو نہیں جانتے، اور بدترین، ہم کچھ جھوٹی تجویزوں کو بھی سوچتے ہیں۔ہم وہ ہیں جو ہم سوچتے ہیں، بالکل جیسے مسیح ہے جو وہ سوچتا ہے۔اُس کی تعلیم یا درس ہمیں ابدی موت سے بچاتا ہے (یوحنا 8:51)۔وہ سچائی ہے! کیا یہی نہیں ہے جو کلام سکھاتا ہے؟ مسیح لوگوز ہے، اُس کا رحمتہ سچائی ہیں، وہ خدا کی حکمت ہے ،اور 1 سیموئیل 3:2 کہتی ہے،''خداوند خدیٰ علیم ہے۔''ڈین کا نظریہ اس مفہوم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھائی دیتا ہے کہ یہ تجویزیں ہماری نا قابلِ بھروسہ بائبل میں کچھ غلطیاں ہیں۔ہنری اور میں ایمان رکھتے ہیں کہ بائبل قابلِ بھروسہ ہے۔